فصل دوم

اسلام کا خاندانی نظام؛ اصول وضوابط

انسانی احتیاج اور فطری ضرورت

اسلام دین فطرت ہے۔اورقرآن وسنت انسانی فطرت میں ودیعت کیے ہوئے عقائد، افکارونظریات، اعمال و اخلاق اورعادات واطوار کی تفصیل وتشریح ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ﴾[۱]

''قائم ہوجا اللہ کی فطرت پر جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما من مولود الا یولد علی الفطرة فابو اه یهودانه او ینصرانه او یمجسانه کما تنتج البهیمة بهیمة جمعاء، هل تحسون فیها من جدعاء.[۲]

''ہر بچہ جو کسی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے اصل انسانی فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔یہ والدین ہیں جو اسے بعد میں عیسائی یا یہودی یا مجوسی بنا ڈالتے ہیں۔اس کی مثال ایسی ہے جیسے ہر جانور کے پیٹ سے پورا کا پورا صحیح وسالم جانور برآمد ہوتا ہے،کوئی بچہ بھی کٹے ہوئے کان لے کر نہیں آتا۔''

مسند احمد اور نسائی میں ایک اور حدیث ہے کہ ایک جنگ میں مسلمانوں نے دشمنوں کے بچوں کو قتل کردیا۔نبی کریمؐ کو خبر ہوئی تو سخت ناراض ہوئے اور فرمایا:

مابال اقوام جاوزهم القتل الیوم حتی قتلوا الذریة.[۴]

''لوگوں کو کیا ہوگیا کہ آج وہ حد سے گزر گئے اور بچوں کو قتل کردیا۔''

ایک شخص نے عرض کیا: یہ مشرکین کے بچے نہیں تھے۔؟''

آپؐ نے فرمایا:

انما خیار کم ابناء المشرکین. ثم قال: الا لاتقتلوا ذریة الالاتقتلوا ذریة. قال: کل نسمة تولد علی الفطرة حتی یعرب عنها لسانها فابو اها یهودانها او ینصرانها.[۵]

۱۔ الروم:۳۰:۳۰

۳۔ صحیح بخاری، کتاب الجنائز باب اذا اسلم الصبی فمات،(ح ۱۸۰)

۴۔ مسند الامام احمد بن حنبل الشیبانی، باب النهی عن قصد قتل النساء والصبیان والاجراء والخدم، ۳ /۴۳۵ (ح۱۵۶۲۷)

۵۔ ایضاً

''تمہارے بہترین لوگ،مشرکین ہی کی تو اولاد ہیں(یعنی جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین مشرکین ہی کی اولاد ہیں)۔'' پھر فرمایا: ''خبردار!بچوں کوقتل نہ کیا کرو،خبردار!بچوں کوقتل نہ کیا کرو،ہر متنفس فطرت پر پیدا ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کی زبان کھلنے پر آتی ہے تو ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی بناتے ہیں۔''

خاندانی نظام بھی انسانیت کا فطری نظام ہے۔ انسانیت کا آغاز خاندان سے ہوا۔ تاریخ انسانی کے ہر دور میں خاندانی نظام کو معاشرے کی اساس سمجھا گیا۔ ہر مذہب اس کا قائل اور معترف رہا اور اقوام عالم میں سے ہر قوم اس کو انسانی سوسائٹی کی بنیاد قرار دیتی ہے۔

اسلام اور زندگی کی بنیادیں

ہم تہذیبوں کے بحران کے دور میں جی رہے ہیں۔ جدید معاشروں کو اندرونی و بیرونی خطرات اور تجربات کا سامنا ہے۔تہذیب اور تمدن کے بنیادی اور سب سے زیادہ حساس اور اہم ادارے خاندان پر بھی تباہ کن یلغار ہورہی ہے۔[۶]

اس یلغار سے یہ بات ثابت ہورہی ہے کہ تہذیب بالعموم اور خاندان کا ادارہ بالخصوص امریکہ اور یورپ میں کمزور ہوتا اور بکھرتا جارہا ہے۔[۷]

مگر اب یہ صرف امریکہ اور یورپ کا مسئلہ نہیں رہا بلکہ اُمتِ مسلمہ بھی اس مرض کا شکار ہورہی ہے۔جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے واضح نظام زندگی اور فطرت کے قریب تر طرز حیات کی ہدایات دی ہیں۔

توحید اسلامی زندگی کی بنیاد ہے کہ اس کائنات کا مالک ایک ہے اور وہی اِس کو تخلیق کرکے اس کا نظام چلارہا ہے اور انسان کو اُس نے اشرف المخلوقات بنایا ہے اور تمام کائنات کو اس کے لیے مسخر کرکے اُسے اپنا خلیفہ مقرر کردیا ہے کہ اس دنیا میں اللہ کی دی ہوئی ہدایت کی روشنی میں جو اُس نے اپنے منتخب کردہ انبیاء کے ذریعے بھیجی ، زندگی گزارنے اور وقت مقرر گزار لینے کے بعد اللہ کے حضور حاضر ہوکر اپنے اعمال کی جوابدہی کے لیے پیش ہوجائے۔توحید، رسالت اور آخرت اسلامی نظام زندگی کی بنیادیں ہیں اور تخلیق آدم وحوا اسلامی نظام زندگی کے ابتدائی خدوخال فراہم کرتی ہے۔اس روئے زمین پر پہلے خاندان کا وجود اِنہی ہستیوں کے مرہون منت ہے ۔قرآن کریم میں سات مقامات پر تخلیق آدم اور اس کے مقاصد کا

6- Danial bell, *The Coming of post-industrial Society* (London: Heinemann, 1974), Revert L. Heibroner, *" The Human Prospect"*, The New York Review of Books, January 24,1974; and Pitrim A. Sorokin, Social Philosophies of an Age of Crisis, (London; Adam& Charles Black, 1950).

7- J. Dominian, *The Marriage Relationship Todady* , (London: The Mohter Union, 1974); Vance Packard, The Sexual Wilderness. (New York: David Mckay Co, 1968); Majorie Rittwagen, Sins of Their Fathers, (Boston, Houghton Mifflin, 1958).

تذکرہ ہے۔[۸]

خاندان اور معاشرہ

خاندان اسلامی معاشرے کی بنیاد ہے۔ اسلام ایک بہتر سوچ سمجھ رکھنے والے معاشرے کے قیام کی تائید کرتا ہے۔ اسلام حیا اور اخلاقی اصولوں کے بارے میں بہت زور دیتا ہے اور معاشرے میں رہن سہن، لباس، رویئے اور آپس کے باہمی تعلقات اور اس کے بارے میں دیگر اُٹھنے والے سوالوں کے جواب بھی فراہم کرتا ہے۔[۹]

اسلام کے فراہم کردہ خاندانی نظام کے حوالے سے اے۔ ڈی عزیز اللہ خاندان کی تعریف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

> "The term family in Islam is used to designate a special kind of structure whose principles are related to one another through blood ties/or maritial relationship, and whose relatedness is of such as nature as to entail (Mutual expectations) that are prescribed by Islam, reinforced by Islamic law, and internalised by the individual Muslim practice."[۱۰]

اسلام میں خاندانی نظام کی حیثیت تسلیم شدہ ہے۔ دراصل معاشرے کی تشکیل کو اسلام میں بہت اہمیت دی گئی ہے، اور اس میں خاندانی نظام کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ خاندان اور معاشرے کی تشکیل میں اگر اسلامی تعلیمات اور اصولوں پر عمل کیا جائے تو تمام افرادِ معاشرہ اپنی زندگی نہایت سکون اور اطمینان کے ساتھ گزار سکتے ہیں۔ صحیح اسلامی اصولوں اور تعلیمات کا علم ہمیں قرآن وسنت کے مطالعے سے ہی حاصل ہوسکتا ہے۔

اسلام ایک مکمل طرز حیات

اسلام تمام تر انسانیت پر خدا تعالیٰ کی رحمانیت کے موجود ہونے کی تصدیق کرتا ہے۔ اسلام سختی، رہبانیت اور زندگی کے بارے میں ایسے مختلف عقائد اور نظریات کی مخالفت کرتا ہے۔ یہ زندگی کو دین اور بے دینی کے لحاظ سے مختلف صفوں میں تقسیم سے منع کرتا ہے۔ اور انسانوں کو اسلام کے بتائے ہوئے ضابطہ حیات کے مطابق چلنے کی تاکید کرتا ہے۔

۸۔ قرآن کریم میں ان سات مقامات پر حضرت آدم و حواؑ کا ذکر آیا ھے۔ (۱) البقرہ ۲: ۳۵ (۲) الاعراف ۷: ۱۱ - ۲۴ (۳) الحجرہ ۱۵: ۲۶ - ۲۴ (۴) بنی اسرائیل ۱۷: ۶۱ تا ۶۵ (۵) الکھف ۱۸: ۵۰ تا ۵۳ (۶) طٰہٰ ۲۰: ۱۱۶ تا ۱۲۳ (۷) ص ۳۸: ۷۱ تا ۸۳

۹۔ یہ خلاصہ پروفیسر خورشید احمد کے کتابچے Family Life in Islam سے اخذ کیا گیا ہے۔ ''اسلام انسانیت کو ایسا پاکیزہ اور پرامن نظام فراہم کرتا ہے جس میں انسان امن واطمینان کے ساتھ اپنی ساری زندگی بسر کرتا ہے۔ اس مقصد کے لیے اسلام ایک طرف تو وہ اصول بتاتا ہے جن سے رہنمائی حاصل کی جا سکے اور دوسری طرف ہر شعبہ حیات میں ایسی حدود مقرر کرتا ہے جن کی بدولت کسی بھی خرابی یا فساد کو بڑھنے سے روکا جا سکے۔''

۱۰۔ A.D.Azizullah. The Concept of family in Islam

اسلام تمام انسانوں کے لیےمشعل راہ ہے ۔ انسان کی زندگی کا ہر پہلو چاہے وہ رشتے کے لحاظ سے ہو یا علاقائی لحاظ سے، روحانی اعتبار سے ہو یا معاشرتی لحاظ سے، تمام پہلوؤں اور معاملات میں انسانوں کی ہرممکن راہنمائی کرتا ہے۔اس طرح اللہ اور اُس کے رسولؐ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی توفیق عطا کرتا ہے۔

اسلام کا خاندانی نظام

اللہ تعالیٰ نے تخلیق آدمؑ کے ذریعے اس دنیا میں زندگی کی بنیاد رکھی اور اُنہی سے اُن کا جوڑا بنا کر الٰہی احکامات کے ذریعے خاندان کے ادارے کی بنیاد رکھی۔ ڈاکٹر خالد علوی لکھتے ہیں:

''فرد کی پہلی اجتماعی اکائی اس کا خاندان ہے۔اس میں میاں بیوی، والدین، رشتہ دار، ہمسائے اور پھر عام انسانی برادری شامل ہے۔ اسلام نے ان میں سے ہر ایک سے متعلق تفصیلی احکام دیے ہیں تاہم اسلام کے معاشرتی نظام کے کچھ بنیادی اصول اور خصوصیات ہیں جن پر سارا معاشرتی ڈھانچہ استوار ہوتا ہے، اسلامی معاشرہ چونکہ فکری و اخلاقی معاشرہ ہے اس لیے ان اصولوں میں آپ کو اسی شان کی جھلک نمایاں نظر آئے گی۔''[۱۱]

سورۃ النساء کی پہلی آیت میں اس ادارے کے بنیادی ڈھانچے کے بارے میں فرمایا:

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّ نِسَآءً وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا﴾[۱۲]

''اے لوگو!! ڈرواُس ذات سے جس نے تمھیں پیدا کیا ایک ہی نفس سے اور اُس سے اُس کا جوڑا پیدا کیا اور پھر اِن دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں اور اُس ذات کا تقویٰ اختیار کرو جس کے نام کا صلہ رحمی کے وقت تم واسطہ دیتے ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔''

''فرد کی پہلی اجتماعی اکائی اس کا خاندان ہے۔اس میں میاں بیوی، والدین، رشتہ دار، ہمسائے اور پھر عام انسانی برادری شامل ہے۔ اسلام نے ان میں سے ہر ایک سے متعلق تفصیلی احکام دیے ہیں تاہم اسلام کے معاشرتی نظام کے کچھ بنیادی اصول اور خصوصیات ہیں جن پر سارا معاشرتی ڈھانچہ استوار ہوتا ہے، اسلامی معاشرہ چونکہ فکری و اخلاقی معاشرہ ہے اس لیے ان اصولوں میں آپ کو اسی شان کی جھلک نمایاں نظر آئے گی۔''[۱۳]

عقیدہ: خاندان اور معاشرے کی اساس

اسلام انسانوں کے درمیان تعلقات کو مضبوط بناتا ہے اور ایمان اور مذہب کو تمام انسانی معاشرے کی بنیاد پر قائم

۱۱۔ ڈاکٹر خالد علوی، اسلام کا معاشرتی نظام، ص ۲۷، ۲۸ ۱۲۔ النساء۴: ۱

۱۳۔ ڈاکٹر خالد علوی، اسلام کا معاشرتی نظام، ص ۲۷، ۲۸

کرتا ہے۔ اسلام رنگ ونسل خون کے رشتے، قبیلے اور علاقائی حدود سے بالاتر ہوکر تمام انسانیت کو اخوت و بھائی چارے کے گہرے روابط کو بنا کر رکھتا ہے۔ جو بھی کوئی اسلام کی تعلیمات پر عمل کرتا ہے۔ وہ چاہے کسی بھی رنگ یا نسل سے ہو، وہ اُس قوم کا حصہ بن جاتا ہے۔ اسلام انسانی زندگی کو ایک نئے سانچے میں ڈھالتا ہے اس کی اپنی ایک سیاسی اور معاشرتی حیثیت ہے۔ کسی درخت کی طرح اپنی شاخوں کے ذریعے سے ایک معاشرتی ادارے سے لے کر خاندان اور حکومت کو جنم دیتا ہے۔ بالکل ایسے ہی جیسے کسی بیج میں سے ایک ننھا پودا بڑا ہوکر ایک تناور درخت بن جاتا ہے۔

عقیدہ کسی بھی خاندان کے ادارے کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک مسلمان کو کسی بھی غیر مسلم عورت سے شادی کرنے کی اجازت نہیں ہے۔قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَ لَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَتْكُمْ وَ لَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا وَ لَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَكُمْ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَ اللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَ الْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ وَ يُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ﴾ [۱۴]

''تم مشرک عورتوں سے ہرگز نکاح نہ کرنا، جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔ ایک مومن لونڈی مشرک شریف زادی سے بہتر ہے، اگرچہ وہ تمہیں بہت پسند ہو۔ اور اپنی عورتوں کے نکاح مشرک مردوں سے کبھی نہ کرنا، جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں۔ ایک مؤمن غلام مشرک شریف سے بہتر ہے، اگر چہ وہ تمہیں بہت پسند ہو۔ یہ لوگ تمہیں آگ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنے اِذن سے تم کو جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے۔اور وہ اپنے احکام واضح طور پر لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہے توقع ہے کہ وہ سبق لیں گے اور نصیحت قبول کریں گے۔''

شادی اُن لوگوں کے درمیان میں ہونی چاہیے جو ایک دوسرے سے اچھی طرح سے واقف ہوں اور زندگی کے راستے پر ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوں۔ شادی کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بُری عورتیں بُرے مردوں کے لیے اور بُرے مرد بُری عورتوں کے لیے اور اچھی عورتوں کے لیے اچھے مرد اور اچھے مردوں کے لیے اچھی عورتیں۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ﴾ [۱۵]

''خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے ۔ پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے۔ان کا دامن اُن باتوں سے پاک ہے جو بنانے والے بناتے ہیں، ان کے لیے مغفرت ہے اور رزق کریم۔''

۱۴۔ سورۃ البقرہ۲: ۲۲۱، اسلام مسلمان مردوں کو غیر مسلموں میں سے صرف اہل کتاب عورتوں سے شادی کی اجازت دیتا ہے کیونکہ اُن کے پاس الہامی کتابیں اور یکساں ابراہیمی روایات موجود ہیں۔

۱۵۔ النور۲۴: ۲۶

ایک عادلانہ معاشرے کی بنیاد

خاندان چونکہ معاشرے کی بنیادی اینٹ ہے اور اللہ تعالیٰ ہمارا خالق ہے جس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے قیامت تک کے لیے انسانوں کی راہنمائی کے لیے قرآن وسنت کی تعلیمات واضح کر دیں اور اللہ رب العالمین نے انسان کو تخلیق کر کے آغاز میں ہی اس کا ساتھی بھی تخلیق کر دیا تاکہ زمین پر بسائے جانے والے معاشرے محبت اور مودت کے جذبات کے ساتھ پروان چڑھ سکیں۔

اسلام وحدت نسل انسانی کا داعی ہے۔ وہ انسانوں میں تفریق کا قائل نہیں۔ اسلام رنگ، نسل، وطن اور زبان کی بنا پر فضیلت اور ذلت کو نہیں مانتا۔ قرآن پاک نے اس اصول کو یوں بیان کیا ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّ نِسَآءً وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا﴾[۱۶]

''لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور دونوں سے بہت سے مرد وعورتیں دنیا میں پھیلا دیے۔ اس خدا سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو، اور رشتہ وقرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو۔ یقین جانو کہ اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔''

قرآن کریم میں دوسرے مقام پر ارشاد ہوا:

﴿یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ﴾[۱۷]

''لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمھاری قومیں اور برادریاں بنا دیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمھارے اندر سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔''

نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا:

((یا معشر قریش ان اللہ قد اذھب عنکم نخوۃ الجاھلیۃ و تعظمھا بالاباء . الناس من آدم و آدم من تراب.))[۱۸]

''اے گروہ قریش! اللہ نے تم سے جاہلیت کے غرور اور اس پر فخر کرنے کو دور کر دیا۔ لوگ آدم سے ہیں اور آدم مٹی سے تھے۔''

۱۶۔ النساء۴:۱ ۱۷۔ الحجرات۴۹:۱۳

۱۸۔ ابن هشام:السيرة النبويه،٤/٤٠، مطبعه مصطفىٰ البابى، مصر

((لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی کلھم من آدم و آدم من تراب))۱۹

''کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ سب آدم سے ہیں اور آدم مٹی سے تھے۔''

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں کائنات میں انسان کی تخلیق کی ضرورت اور اہمیت سے آگاہی دی ہے اور معاشرے میں امن وسکون قائم رکھنے کے لیے مساوات انسانی کا خوبصورت نظام پیش کیا ہے تاکہ ہمارا معاشرہ اخوت ومحبت کی بنیادوں پر استوار ہو کر مضبوط خاندانی نظام کے ذریعے سے مستحکم ہو سکے۔

خلافت ارضی کا مقصد

اللہ تعالیٰ نے کرۂ ارض پر انسان کو اپنا خلیفہ بنانا چاہا تو سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی۔

﴿وَ اِذۡ قَالَ رَبُّکَ لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً ﴾۲۰

''اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں سے کہ میں زمین پر بنانے جا رہا ہوں اپنا ایک نائب۔''

خلافت کا تعلق فردِ واحد سے نہیں ہے، چنانچہ اس سلسلے کو دراز کرنے کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا کیا۔ پھر توالد وتناسل کا رشتہ قائم ہوا تو انسانی آبادی میں روز بہ روز اضافہ ہوتا گیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کی تخلیق کیوں فرمائی اور انسان کو ہی اپنا نائب کیوں بنایا، اس کی وضاحت باری تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں متعدد مقامات پر کی ہے۔ ایک جگہ ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ ﴾۲۱

''ہم نے جن وانس کو اپنی عبادت (ربوبیت کے اظہار) کے لیے پیدا کیا ہے۔''

فردِ واحد ہی اس کی عبادت کے لیے کافی نہیں، بلکہ ایک پوری جماعت درکار تھی، جس کے لیے جوڑے کا ہونا ناگزیر تھا۔

نسل انسانی کو قائم رکھنے کی ضرورت

افزائشِ نسل کے لیے مرد اور عورت کا جو عمل دخل ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّکُمُ الَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّ خَلَقَ مِنۡھَا زَوۡجَھَا وَ بَثَّ مِنۡھُمَا رِجَالًا کَثِیۡرًا وَّ نِسَآءً ﴾۲۲

''لوگو، اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت مرد وعورت دنیا میں پھیلا دیے۔''

۱۹۔ مسند الامام احمد بن حنبل، ۵/۴۴۱ — ۲۰۔ البقرہ ۲:۳۰

۲۱۔ الذاریات ۵۱:۵۶ — ۲۲۔ النسآء ۴:۱

روئے زمین پر اب تک جتنے بھی انسان آئے وہ ایک ماں باپ (مرد و عورت) کی اولاد ہیں۔ اس کے بغیر انسان کی فطری تخلیق ہو ہی نہیں سکتی۔ بلکہ ہر چیز کی فطری تخلیق کے لیے نر اور مادہ کا ہونا ضروری ہے جس کے جذب و انجذاب سے اضافے کا عمل آگے بڑھتا ہے، اسے قرآن حکیم اس انداز میں بیان کرتا ہے۔

﴿جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا يَّذْرَؤُكُمْ فِيْهِ﴾ ۲۳

''اس نے تمھاری اپنی جنس سے تمھارے لیے جوڑے پیدا کیے، اور اسی طرح جانوروں میں بھی (انھی کے ہم جنس) جوڑے بنائے، اور اس طریقے سے وہ تمھاری نسلیں پھیلاتا ہے۔''

انسان ہی نہیں دنیا کی ہر چیز میں جوڑے کا عمل دخل ہے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے ایک مقام پر فرمایا گیا:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ۲۴

''پاک ہے وہ ذات جس نے جملہ اقسام کے جوڑے پیدا کیے، خواہ وہ زمین کی نباتات میں سے ہوں یا خود ان کی اپنی جنس (یعنی نوعِ انسانی) میں سے، یا ان اشیاء میں سے جن کو یہ جانتے تک نہیں ہیں۔''

اسی حقیقت کا انکشاف اور اعتراف کرتے ہوئے ایک ماہر سائنس نے لکھا ہے:

'' دنیا میں اس وقت کم و بیش اسّی ملین کے قریب نباتات و حیوانات کی نسلیں موجود ہیں۔ انسان بیشتر کے نام بھی نہیں جانتا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ حیوانات کی دنیا میں طرح طرح کے جانداروں کے جوڑے (نر و مادہ) پائے جاتے ہیں۔ جب کہ نباتات کی دنیا میں بھی زوجین کی ہمہ گیری مسلم ہے اور تو اور مادے کا وہ ذرہ جسے ہم 'ایٹم' کہتے ہیں زوجین کا بھرپور عکاس ہے۔ ایٹم میں جتنے منفی برقیے (Electron) ہوتے ہیں اتنے ہی مثبت برقیے (Proton) ہوتے ہیں۔ یوں حیوانات اور جمادات کی دنیا میں نر مادہ یا زوجین کی نیرنگیاں جابجا ملتی ہیں۔'' ۲۵

نکاح، خاندان کی بنیادی اینٹ

اسلام شادی کرنے کی حمایت کرتا ہے۔ اسلام مرد و عورت کے درمیان شادی کے بغیر تعلقات کی مخالفت کرتا ہے اور اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ شادی کوئی وقتی بندھن نہیں ہے یہ ساری زندگی کا تعلق ہے جس کی وجہ سے ایک خاندان وجود میں آتا ہے اور معاشرے میں اپنا کردار ادا کرتا ہے۔ یہ تعلق صرف ماں باپ اور بچوں کے درمیان ہی نہیں ہوتا بلکہ اِس درخت کے سائے کے نیچے دو یا تین نسلیں پلتی اور بڑھتی ہیں اور یہ تمام رشتے ایک خاندان کی تشکیل کرتے ہیں۔

خاندانی نظام کی بنیاد اور انسانیت کا پھیلاؤ اور بقا، نکاح، یعنی ایک مرد اور عورت کے باہمی رشتہ ازدواج کا مرہون منت ہے۔ یہی خاندان کی بنیادی اینٹ ہے۔ اس کے نتیجے میں میاں بیوی ماں باپ بن جاتے ہیں۔ اولاد بہن بھائی بن جاتے ہیں اور قرابت کے دوسرے رشتے وجود میں آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

۲۳۔ الشوریٰ ۴۲:۱۱ ۲۴۔ یٰس ۳۶:۳۶

۲۵۔ شفیع حیدر دانش صدیقی، قرآن، سائنس اور ٹیکنالوجی، ص ۲۹۰، دار الاشاعت، کراچی، پاکستان ۲۰۰۴ء

﴿یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّ نِسَآءً وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا﴾۲۶

''لوگو! اپنے رب کی نافرمانی سے بچو،جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنادیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں دنیا میں پھیلا دیے۔اس اللہ سے تقویٰ اختیار کرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو اور رشتہ اور قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو۔یقین جانو اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔''

کیونکہ آگے چل کر انسانوں کے باہمی حقوق بیان کرنے ہیں اور خصوصیت کے ساتھ خاندانی نظام کی بہتری اور استواری کے لیے ضروری قوانین ارشاد فرمائے جانے والے ہیں۔اس لیے تمہید اس طرح اُٹھائی گئی ہے کہ ایک طرف اللہ سے ڈرنے اور اس کی ناراضگی سے بچنے کی تاکید کی گئی اور دوسری طرف یہ بات ذہن نشین کرائی گئی کہ تمام انسان ایک اصل سے ہیں، انھیں آپس میں مل جل کر رہنا اور ایک دوسرے کا خیال رکھنا چاہیے۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰی وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ﴾۲۷

''اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمھاری قومیں اور برادریاں بنادیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمھارے اندر سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔''

دوسرے یہ کہ اصل کے اعتبار سے ایک ہونے کے باوجود تمہارا قوموں اور قبیلوں میں تقسیم ہوجانا ایک فطری امر تھا۔ظاہر ہے کہ پوری روئے زمین پر سارے انسانوں کا ایک ہی خاندان تو نہیں ہوسکتا تھا۔نسل بڑھانے کے ساتھ ناگزیر تھا کہ بے شمار خاندان بنیں اور پھر خاندانوں سے قبائل اور اقوام وجود میں آجائیں۔اس طرح زمین کے مختلف خطوں میں آباد ہونے کے بعد رنگ، خدوخال، زبانیں، طرز بودوباش بھی لامحالہ مختلف ہی ہوجانے تھے اور ایک خطے کے رہنے والوں کو باہم قریب تر اور دور دراز کے خطوں کے رہنے والوں کو بعید ہی ہونا تھا۔مگر فطری فرق اور اختلاف کا تقاضا یہ ہرگز نہ تھا کہ اس کی بنیاد پر اونچ نیچ اور شریف اور کمین،اور برتر اور کمتر کے امتیازات قائم کیے جائیں،اور ایک نسل دوسری نسل پر اپنی فضیلت جتائے۔خالق نے جس وجہ سے انسانی گروہوں کو اقوام وقبائل کی شکل میں مرتب کیا تھا، وہ صرف یہ تھی کہ ان کے درمیان باہمی تعارف اور تعاون کی فطری صورت یہی تھی۔اسی طریقے سے ایک خاندان، ایک برادری، ایک قبیلے اور ایک قوم کے لوگ مل کر معاشرہ بنا سکتے تھے اور زندگی کے معاملات میں ایک دوسرے کے مددگار بن سکتے تھے۔مگر یہ محض شیطانی جہالت تھی کہ جس چیز کو اللہ کی بنائی ہوئی فطرت نے تعارف کا ذریعہ بنایا تھا اسے تفاخر اور تنافر کا ذریعہ بنا لیا گیا، اور پھر نوبت ظلم وعدوان تک پہنچا دی گئی۔

۲۶۔ النساء ۴:۱ ۲۷۔ الحجرات ۴۹:۱۳

اسلام میں ازدواجی زندگی کی اہمیت

عفت و عصمت ان چیزوں میں سے ہے جن کی حفاظت اسلام کے بنیادی مقاصد میں سے ہے۔ عفت و عصمت کا جذبہ فطرت انسانی میں ودیعت کیا گیا ہے۔ مرور زمانہ سے اس میں اگر تغیر آیا بھی ہے تو اس کے اسباب خارجی نوعیت کے ہیں، اور ان سے صرف یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ انسانی فطرت جہاں پر ان کے اثرات قبول کر کے مسخ ہو جاتی وہاں اس قسم کے حادثات جنم لیتے ہیں۔ عفت و عصمت کی حفاظت کے لیے اسلام نے نکاح کا پورا قانون وضع کیا اور اس پر چلنے کی ترغیب دی۔ سورۂ نور میں فرمایا:

﴿وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ﴾ ۲۸

''اور تم میں سے جو مجرد ہوں ان کا نکاح کر دیا کرو، اور تمہارے غلام اور باندیاں جو نیک ہوں ان کے بھی (نکاح کر دیا کرو)۔''

تعلیمات اسلام اعتدال کا دوسرا نام ہے۔ اسلام انسانوں کو نہ تو فرشتہ بننے پر مجبور کرتا ہے اور نہ وہ ان کا شیطان بننا گوارا کرتا ہے، بلکہ وہ چاہتا ہے کہ انسان اپنے دائرے میں رہ کر زندگی گزارے اور یہی اس کا کمال ہے۔ وہ کھانا پینا نہ چھوڑے اور روزے بھی رکھے، اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کرے اور راحت و آرام بھی۔ شادی کر کے جنسی میلان بھی پورا کرے، مگر عفت و عصمت کی حفاظت کے وقت فرشتہ بھی بن جائے۔ گویا وہ ایک ایسا انسان ہو جس کے اندر ملکوتی صفات بھی ہوں اور انسانی اوصاف بھی۔ یہ بات انسانی جد و شرف کے خلاف ہے کہ وہ اپنے دامن عفت کو آلودہ ہوتے ہوئے دیکھ کر برداشت کرے۔ جنسی میلان کی تکمیل اگر انسان کا پیدائشی حق ہے تو اسی کے ساتھ ناجائز طریقوں سے اجتناب اس کا دینی اور اخلاقی فریضہ ہے۔ ۲۹

آنحضرتؐ نے اس حوالے سے جن بنیادی باتوں کی تلقین کی ان میں یہ بات سرفہرست تھی کہ انسان اس میدان میں بھی اعتدال کو سامنے رکھے اور اس کا طرز عمل افراط و تفریط دونوں سے بالکل پاک ہو۔ چنانچہ ایک دفعہ تین صحابہ کرامؓ کاشانہ نبویؐ پر حاضر ہوئے اور آپؐ کی عبادت کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہیں۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا کہ میں پوری رات شب بیداری میں گزارا کروں گا۔ دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ روزے سے رہوں گا۔ تیسرے نے کہا: میں کبھی عورت کے پاس نہیں جاؤں گا۔ اس گفتگو کی اطلاع جب آپؐ کو ہوئی تو آپؐ نے ان سے فرمایا:

''تم لوگوں نے یہ کیا بات طے کی ہے؟ خدا کی قسم، میں تم لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتا ہوں اور اس کا اطاعت گزار بھی ہوں، لیکن کیا تم نہیں جانتے کہ میں روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں اور رات میں سوتا بھی ہوں، نکاح بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے تعلق بھی رکھتا ہوں۔ لہٰذا سن لو کہ نکاح میری سنت ہے جو شخص میرے اس طریقے سے اعراض کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔'' ۳۰

۲۸۔ النور ۲۴:۳۲ ۲۹۔ مولانا محمد ظفیر الدین مفتاحی ندوی، اسلام کا نظام امن، ص ۳۴۷

۳۰۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، (ح ۵۰۶۳)

نکاح ایک کثیر المقاصد فریضہ ہے، جس پر خاندان کی عمارت استوار ہوتی ہے۔ دو افراد (مرد و عورت) سے مل کر بننے والا، چھوٹا سا اجتماعی دائرہ انسان کی معاشرتی حیات کا پہلا قدم ہے۔ نکاح کی حیثیت باہم مکمل رضا مندی سے ہونے والے اس کھلے معاہدے کی سی ہے جسے پورے اعتماد کے ساتھ علانیہ طور پر کیا جاتا ہے۔ نکاح کے بغیر مرد و زن کا تعلق بدترین معصیت اور ایک ایسا جرم ہے جس کی سخت ترین سزا مقرر ہے۔ معاہدہ نکاح کے ذریعے دونوں اپنے اوپر بھاری ذمہ داریاں عائد کر لیتے ہیں اور ہمیشہ کے لیے ان کے پابند ہو جاتے ہیں۔ اس رشتے کی وجہ سے جو ایک چھوٹی سی وحدت بنتی ہے، مرد اس کا نگراں ہوتا ہے اور اس حیثیت سے اپنے اہل و عیال کی دنیوی ضرورتوں اور اخروی فلاح دونوں کا خیال رکھنا اس کے فرائض منصبی کا حصہ ہے جس کے لیے وہ جواب دہ ہے اور بیوی اس کے زیر ہدایت گھر کا نظم و نسق چلاتی ہے اور اس حیثیت سے اس کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ نہ صرف گھر کے اندرونی نظم و نسق کو سنبھالے بلکہ شوہر کی حقیقی رفاقت کرے اور اپنی عفت کو پوری طرح محفوظ رکھے۔[۳۱]

افزائش نسل کے لیے ایک ضابطے کا تقرر

انسان کی تخلیق اور اس کے مقصد کی وضاحت کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسے یوں ہی آزاد نہیں چھوڑ دیا کہ اپنی جنسی تسکین کے لیے یہ جہاں تہاں جھانکتا اور تاکتا پھرے اور جس سے چاہے جنسی تعلق قائم کر لے اور اس کے نتیجے میں ناجائز بچے پیدا ہوں، جن کا کوئی مستقبل نہ ہو، بلکہ اس کے لیے حد مقرر کر دی تا کہ صالح و تعمیری معاشرہ وجود میں آئے۔ مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ بعض قوموں نے تاریخ کے طویل دور میں اللہ کے مقرر کردہ حدود و قیود سے انحراف کر کے غلط روش اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی لگام کستے ہوئے انہیں سخت عذاب میں مبتلا کر دیا۔

حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کی جنسی تسکین کے لیے غلط روش اور ناجائز طریقہ اختیار کرنے پر انھیں عذابِ الٰہی سے ڈراتے ہوئے جائز ذریعے سے لطف اندوز ہونے کا طریقہ بتایا:

﴿يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ لَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ﴾[۳۲]

''اے قوم! یہ میری بیٹیاں موجود ہیں، یہ تمھارے لیے زیادہ پاکیزہ ہیں۔ کچھ خدا کا خوف کرو اور میرے مہمانوں کے معاملے میں مجھے ذلیل نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی بھلا آدمی نہیں؟''

اللہ کے آخری رسولؐ نے فرمایا:

((أربع من سنن المرسلين :الحياء والتعطر، والسواک، والنكاح))[۳۳]

''چار مشترک باتیں تمام انبیاء کی سنت ہیں: شرم و حیا کرنا، خوشبو لگانا، مسواک کرنا اور عورتوں سے نکاح کرنا۔''

۳۱۔ پروفیسر خورشید احمد، اسلامی نظریہ حیات، ص ۴۱۷

۳۲۔ هود ۱۱:۳۸

۳۳۔ الجامع للترمذی، کتاب النكاح، باب ما جاء فی فضل التزويج والحث عليه، (ح ۱۰۸۰) و المسند لإمام احمد بن حنبل، ۴۲۱/۵ (ح۲۳۹۷۸)

لہٰذا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس مقدس رشتے میں منسلک ہونے کی ترغیب دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾ ۳۴

''تم میں سے جو لوگ مجرد ہوں اور تمھارے لونڈی غلاموں میں سے جو صالح ہوں ان کے نکاح کر دو۔ اگر وہ غریب ہوں تو اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے گا۔ اللہ بڑی وسعت والا اور علیم ہے۔''

قرآن میں یہاں تک فرمایا گیا ہے کہ جو شخص آزاد عورت سے نکاح کرنے پر قادر نہ ہو اسے چاہیے کہ مومن لونڈیوں سے شادی کر لے۔ اس لیے کہ انسان اس ذریعے سے فتنہ سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

﴿وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ﴾ ۳۵

''اور جو شخص تم میں سے اتنی مقدرت نہ رکھتا ہو کہ خاندانی مسلمان عورتوں (محصنات) سے نکاح کر سکے اسے چاہیے کہ تمھاری ان لونڈیوں میں سے کسی کے ساتھ نکاح کر لے جو تمھارے قبضے میں ہوں اور مومنہ ہوں۔

چنانچہ اس کی حکمت یہ ہے کہ اسلام صرف جنسی خواہش کی تکمیل ہی کو واحد مقصد نکاح قرار نہیں دیتا، نسل انسانی کی افزائش کو نکاح کا ایک بہت ہی اہم مقصد اس حقیقت کے پیش نظر مانا جا سکتا ہے کہ قرآن کے مطابق انسان زمین پر اللہ کا خلیفہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو زمین پر اللہ کی جانب سے شریعت کے مطابق عمل کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ مزید برآں کائنات میں جو کچھ بھی ہے بنی نوع انسان کے فائدے کے لیے ہے۔ انسان مخلوقات میں مرکزی کردار کی حیثیت رکھتا ہے۔ انھی کی خاطر مختلف ادوار میں ان کی ہدایت کے لیے بے شمار انبیاء مبعوث ہوئے، ان رسولوں نے انہیں خبر دار کیا کہ اگر وہ یہاں کامیاب رہے تو آخرت کی خوش گوار زندگی میسر ہوگی اور ناکام رہے تو ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

اہمیت نکاح اور نبوی ہدایات

اللہ کے رسولؐ نے اپنی امت کو نکاح کی ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا:

((یا معشر الشباب، من استطاع منکم الباءة فلیتزوج فإنه أغض للبصر وأحصن للفرج، ومن لم یستطع فعلیه بالصوم فإنه له وجاء)) ۳۶

کسی غلط فہمی کی بنا پر حضرت عثمان بن معظونؓ نے یہ سمجھ لیا تھا کہ نکاح تو عبادت میں خلل ڈالنے کا ذریعہ ہے۔ لہٰذا اس سے کنارہ کشی اختیار کی جائے۔ ان کے اس ارادے کی خبر اللہ کے رسولؐ کو ہوئی تو آپ ناراض ہوئے اور انہیں اس کی حکمت اور اس کے فوائد سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا:

۳٤۔ النور ٢٤:٣٢ ۔۔۔ ۳٥۔ النسآء ٤:٢٥

٣٦۔ الجامع الصحیح للبخاری، کتاب النکاح، باب قول النبی صلی الله علیه وسلم، من استطاع منکم الباءة فلیتزوج، ؛ السنن لأبی داؤد، کتاب النکاح ،باب ما جاء فی التحریض علی النکاح (ح٧٢)

((یا عثمان! أرغبت عن سنتی؟ قال : لا، واللہ! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!ولکن سنتک اطلب، قال: فإنی أنام وأصلی وأصوم وأفطر، وانکح النسآء، فاتق اللہ یا عثمان، فإن لاھلک علیک حقا، وان لضیفک علیک حقا، وان لنفسک علیک حقا، فصم وافطر وصل ونم))۳۷

جو لوگ جائز اور ناجائز طریقے سے جنسی تسکین حاصل کرتے ہیں اس کے انجام کی وضاحت اور مومن کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ o اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ o فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ ﴾۳۸

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ لکھتے ہیں:

''اس کے دو مطلب ہیں: ایک یہ کہ اپنے جسم کے قابل شرم حصوں کو چھپا کر رکھتے ہیں، یعنی عریانی سے پرہیز کرتے ہیں اور اپنا ستر دوسروں کے سامنے نہیں کھولتے، دوسرے یہ کہ وہ اپنی عصمت وعفت کو محفوظ رکھتے ہیں۔ یعنی جنسی معاملات میں آزادی نہیں برتتے اور قوت شہوانی کے استعمال میں بے لگام نہیں ہوتے۔''۳۹

جو آدمی ناجائز طریقے سے دوسری عورتوں سے ملوث ہوتا ہے اسے شریعت زانی قرار دیتی ہے اور حکم دیتی ہے کہ ایسے زانی مرد وعورت سے پاک دامن مرد وعورت ازدواجی رشتہ قائم نہ کرے۔ الا یہ کہ وہ اپنے اس غلط فعل سے توبہ کرلے اور اپنے اوپر اسلامی سزا نافذ کر کے خود کو پاک کرلے۔ بہرصورت سماج کے دوسرے افراد بھی ایسے آدمی کو پسند نہیں کرتے ہیں۔

نکاح کے مقاصد

شرع میں نکاح سے مراد عقد ہے جس کے معنی گانٹھ یا گرہ لگانا ہے۔ قرآن کریم میں نکاح کو (احصان) بھی کہا گیا ہے جس کے معنی قلعہ تعمیر کرنا ہے۔ گویا نکاح وہ مضبوط حصار ہے جو مرد اور عورت کے اخلاق کی حفاظت کرتا ہے۔ نکاح کی ایک حیثیت تو باہمی معاملے اور معاہدے کی ہے۔ جیسے بیع اور شراء اور لین دین کے معاملات ہوتے ہیں۔ دوسری حیثیت ایک سنت اور عبادت کی ہے۔ اس پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ نکاح عام معاملات اور معاہدات سے بالاتر شرعی حیثیت عبادت اور سنت کی بھی رکھتا ہے۔

نکاح کے مقاصد تین ہیں۔

۱۔ نسل انسانی کا پھیلاؤ ۲۔ سکون واطمینان ۳۔ الفت ومحبت کا فروغ

۳۷۔ السنن لأبی داؤد، باب ما یؤمر بہ من القصد فی الصلوۃ،(ح۱۳٦۹) ۳۸۔ المؤمنون ۲۳:۵-۷

۳۹۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی، تلخیص تفہیم القرآن، مولانا صدر الدین اصلاحی، ج،ص

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ مِنۡ اٰیٰتِہٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَکُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ اَزۡوَاجًا لِّتَسۡکُنُوۡۤا اِلَیۡہَا وَ جَعَلَ بَیۡنَکُمۡ مَّوَدَّۃً وَّ رَحۡمَۃً اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ ﴾[40]

''اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمھارے لیے تمھاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور تمھارے درمیان محبت و رحمت پیدا کردی۔ یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔''

یعنی تمام انواع حیوانی کے برعکس انسان میں تہذیب وتمدن کے رونما ہونے کا بنیادی سبب یہی ہے کہ خالق نے اپنی حکمت سے مرد اور عورت میں ایک دوسرے کے لیے وہ مانگ، وہ پیاس، وہ اضطراب کی کیفیت رکھ دی ہے جسے اس وقت تک سکون میسر نہیں آتا جب تک وہ ایک دوسرے سے جڑ کر نہ رہیں۔ یہی سکون کی طلب ہے جس نے انھیں مل کر گھر بسانے پر مجبور کیا۔ اسی کی بدولت خاندان اور قبیلے وجود میں آئے اور اسی کی بدولت انسان کی زندگی میں تمدن کا نشوونما ہوا۔ اس نشوونما میں انسان کی ذہنی صلاحیتیں مددگار ضرور ہوئی ہیں مگر وہ اس کے اصلی محرک نہیں ہیں۔ اصل محرک یہی اضطراب ہے جسے مرد و عورت کے وجود میں ودیعت کرکے انہیں گھر کی تاسیس پر مجبور کردیا گیا۔

خاندان کے جو بھی ارکان ہیں ان سب کی فطرت میں ایک دوسرے کے لیے محبت اور کشش رکھ دی گئی ہے۔ ماں باپ، بیٹے بیٹیاں، بہن بھائی، چچے بھتیجے، پھوپھیاں، خالائیں، بھانجے بھانجیاں اور دوسرے اعزہ و اقارب ہر ایک کی محبت اپنا رنگ اور اپنی شان رکھتی ہے۔ معاشرے کی اکائی خاندان ہے اور ایک شخص معاشرے کے اندر اپنے حصار میں زندگی بسر کرتے ہوئے خاندان کی محبت کی لذت سے سرشار اور اس کی حفاظت سے مستفید ہو کر اطمینان اور سکون کی زندگی بسر کر رہا ہوتا ہے۔ اس کی جان و مال اور عزت و آبرو کا محافظ اس کا خاندان ہوتا ہے۔ اس کے ماں باپ اس کے بیٹے بیٹیاں، اس کے بہن بھائی اور اس کی برادری اس کی فلاح و بہبود، اس کی تعمیر و ترقی اور اس کی خوشحالی میں مددگار و معاون ہوتی ہے۔ یہی وہ چیز ہے جو ایک انسانی معاشرے کو قائم اور رواں دواں رکھے ہوئے ہے۔

مرد و عورت کا مقام

اسلام مرد اور عورت کو برابری کے حقوق دیتا ہے۔ اسلام مرد و عورت کے آزادانہ میل جول کی مخالفت کرتا ہے اور عورتوں کے لیے اپنے گھر کی دیکھ بھال اور اپنے گھر والوں کی دیکھ بھال کرنے کا درس دیتا ہے۔ عورت کے لیے تمام تر ذمہ داریوں میں سے سب سے پہلی ذمہ داری اُس کے لیے اُس کا خاندان ہے تاکہ معاشرے میں وہ اپنا کردار بخوبی انجام دے سکیں۔ ذریعہ معاش کے ساتھ ساتھ بچوں کی دیکھ بھال گھر اور خاندانی روابط کو فروغ دینا بیوی کی ذمہ داریوں میں شامل ہوتا ہے۔

ایک خاندان کے اندر مرد اُس خاندان کا سربراہ ہوتا ہے۔ ایک مرد کی ذمہ داریاں زیادہ تر گھر سے باہر رہ کر ادا ہوتی رہتی ہیں جبکہ ایک عورت کی ذمہ داری گھر کے اندر رہتے ہوئے ادا کرنے کا حکم ہے قرآن کریم میں ارشاد ہے: ''مرد

۴۰- الروم ۳۰:۲۱

عورت کے نگہبان ہیں۔''

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو ایک دوسرے کے لیے بنایا ہے اور اس لیے بنایا ہے کہ وہ اپنا مال اپنے خاندان والوں پر خرچ کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ﴾[۴۱]

''مرد عورتوں پر نگہبان ہیں، اس بنا پر کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، اور اس بنا پر کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں''۔

دنیا کے نقطہ آغاز ہی سے رب العزت نے عورت کو خاندانی نظام میں مرکزی اور معاشرے میں ایک کلیدی حیثیت عطا فرمائی۔ عورت اور مرد کے دائرہ کار اور حقوق و فرائض متعین کیے اور نکاح جیسے مقدس رشتے پر ایک اسلامی معاشرے کی بنیاد رکھی۔ اس رشتے کو اللہ تعالیٰ نے ایک آیت میں یوں واضح کیا ہے:

﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾[۴۲]

''وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس۔''

اس آیت کی تشریح میں سید مودودیؒ نے تفہیم القرآن میں لکھا ہے:

''جس طرح لباس اور جسم کے درمیان کوئی پردہ نہیں رہ سکتا، بلکہ دونوں کا باہمی تعلق و اتصال بالکل غیر منفک ہوتا ہے، اسی طرح تمہارا اور تمہاری بیویوں کا تعلق بھی ہے۔''[۴۳]

صاحب فی ظلال القرآن، سید قطب نے اس آیت کی تشریح یوں کی ہے:

''لباس پردہ پوشی کرتا ہے، گرمی سردی سے بچاتا ہے۔ اسی طرح میاں بیوی کا تعلق دونوں کا پردہ پوش ہے۔ ان کا محافظ ہے۔ اسلام مخلوق انسانی کو اس کی حقیقت واقعیہ کے لحاظ سے دیکھتا ہے، اور حقیقت واقعیہ کے لحاظ سے اس کے فطری تقاضوں کو بھی پورا کرتا ہے۔ اور اس طرح یہ نظام انسان کا ہاتھ پکڑ کر اسے بلندیوں تک پہنچا دیتا ہے۔ یہ ہے اسلام اور یہ ہے اس کا نظریہ حیات۔ وہ گوشت پوست کے فطری تقاضے پورے کرتا ہے اور وہ بھی خوشگوار اور لطیف فضا میں، پاکیزگی کے لطیف پردوں میں۔ اللہ علیم و خبیر ہے۔ وہ بتا دیتا ہے کہ تمھارے خفیہ جذبات کیا ہیں؟ اور پھر دکھاتا ہے کہ وہ تمھارے فطری دواعی پورے کرنے کے لیے تمھاری حاجات کو پورا کرتا ہے۔''[۴۴]

مولانا امین احسن اصلاحی نے میاں بیوی کے تعلق کی خوبصورتی اور نزاکت کو لطیف پیرائے میں نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے، لکھتے ہیں:

''میاں بیوی ایک دوسرے کے ساتھ جس نوعیت کی وابستگی رکھتے ہیں، یہ اس کی طرف اشارہ ہے، اور مقصود اس اشارے سے یہ بتانا ہے کہ ان دونوں میں ایسا چولی دامن کا رشتہ ہے اور یہ باہم دگر ایسے

۴۱۔ النساء۴:۳۴ ۴۲۔ البقرۃ۲:۱۸۷ ۴۳۔ تفہیم القرآن ۱/۱۴۵

٤٤۔ سید قطب، فی ظلال القرآن، ترجمہ سید معروف شاہ شیرازی، ۱/۲٦۰، ادارہ منشورات اسلامی، لاہور، مئی ۱۹۹۵ء

فطری تقاضوں کے بندھن میں بندھے ہوئے ہیں کہ ان کو کسی حالت میں ایک دوسرے سے الگ الگ رکھنے کی گنجائش نہیں ہے۔ اس وجہ سے دین فطرت نے ان کے باہمی تعلق پر کوئی ایسی پابندی عائد نہیں کی ہے جو فطری داعیات کے درمیان کوئی دیوار کھڑی کر دے۔ اگر کوئی محدود قسم کی پابندی خاص خاص حالات میں عائد بھی کی گئی ہے تو وہ صرف تربیت نفس کی ضرورت کی حد تک ہے۔ ذرا بھی اس سے متجاوز نہیں ہے۔ میاں اور بیوی کے لیے لباس کا استعارہ ایک نہایت بلیغ استعارہ ہے۔'' [۴۵]

اس کے بعد مولانا امین احسن اصلاحیؒ نے لباس کے تین مقاصد: ستر، زینت اور حفاظت بیان کیے ہیں، ان مقاصد کی روشنی میں میاں بیوی کے لیے جسم و لباس کی تشبیہ کی وضاحت کی ہے اور آخر میں لکھتے ہیں:

''لباس کے یہ تینوں مقصد قرآن پاک میں مذکور ہوئے ہیں، اور ان تینوں ہی اعتبار سے عورت مرد کے لیے اور مرد عورت کے لیے لباس کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس وجہ سے اسلام نے جو دین فطرت ہے، ان کے تعلق کی اس فطری اہمیت کو ملحوظ رکھا ہے اور اس کو نہ صرف یہ کہ تقوی کے خلاف قرار نہیں دیا بلکہ جیسا کہ اوپر کی تفصیل سے معلوم ہوا ہے، اس کو مختلف اعتبارات سے تقوی کا معاون قرار دیا ہے۔ چنانچہ شروع شروع میں مسلمانوں نے غلط فہمی کے سبب سے یا اہل کتاب کے طریقے سے متاثر ہو کر، اپنے اوپر اس سلسلے میں جو پابندی عائد کر لی تھی، اس آیت کے ذریعے سے وہ دور فرما دی گئی۔'' [۴۶]

لباس انسان کی پہچان، ہر قسم کے تحفظ کی ضمانت، عزت و احترام کی علامت، زینت بخشنے والا، عیوب ڈھانپنے والا اور جسم کو دفاع مہیا کرنے والا ہے۔ خالق حقیقی نے میاں بیوی کے تعلق کو لباس قرار دے کر اس رشتے کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔ اس کے علاوہ اللہ رب العزت نے کئی اصول و ضوابط اور عائلی قوانین بھی عطا فرما دیے تاکہ ان سے نہ صرف خاندان میں سدھار اور مضبوطی ہو بلکہ معاشرہ بھی صحت مند بنیادوں پر اپنے مقصد حیات کو سامنے رکھ کر زندگی کے سفر کو کامیابی سے گزار سکے۔

قرآن کا اعلان نہایت صاف اور واضح ہے کہ حقوق کے اعتبار سے مرد اور عورت کا درجہ ایک ہے۔ جس طرح مرد کے حقوق عورت پر ہیں ٹھیک اسی طرح عورت کے حقوق مرد پر ہیں۔

﴿وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَ لِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ﴾ [۴۷]

''عورتوں کے لیے بھی معروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں۔ البتہ مردوں کو ان پر ایک درجہ حاصل ہے۔''

قرآن مجید نے اس آیت کی صورت میں انسان کی معاشرتی زندگی کے سب سے بڑے انقلاب کا اعلان کیا۔ ان چار الفاظ نے عورت کو وہ سب کچھ دے دیا جو اس کا حق ہے لیکن اسے کبھی ملا نہیں تھا۔ ان لفظوں نے اسے محرومی اور شقاوت کی خاک سے اُٹھایا اور عزت و مساوات کے تخت پر بٹھا دیا۔

۴۵۔ تدبرِ قرآن، ۴۱۲/۱ ۴۶۔ تدبر قرآن، ۴۱۵/۱ ۴۷۔ البقرۃ ۲: ۲۲۸

پھر اس اسلوب بیان کی جامعیت پر غور کیجیے کہ زندگی و معاشرت کی کون سی بات ہے جو ان چار الفاظ میں نہیں آ گئی؟ اور کون سا رخنہ ہے جو بند نہیں کر دیا گیا؟

البتہ آگے چل کر یہ بات بھی کہی گئی کہ باوجود حقوق کی برابری کے ایک خاص درجہ مرد کے لیے ہے۔ اس خاص درجہ سے مقصود کون سا درجہ ہے۔ اس کا جواب ہمیں سورۃ النساء (۴:۳۴) میں ملتا ہے۔

اس میں فرمایا گیا کہ مرد عورتوں کے قوام ہیں اس لیے اللہ نے ان میں بعض کو بعض پر فضیلت دی اور اس لیے کہ مرد اپنا مال عورتوں پر خرچ کرتے ہیں۔ یعنی خاندانی زندگی کا نظام قائم نہیں رہ سکتا اگر مرد اس کا قوام، یعنی بندوبست کرنے والا نہ ہو۔

قرآن کہتا ہے کہ خاندانی زندگی کا نظام اس طرح چلے کہ شوہر کی حیثیت قوام کی ہو۔ بس اتنا ہی امتیاز ہے جو مرد کو عورت کے مقابلے میں حاصل ہے۔ بشرطیکہ اس انتظامی ذمہ داری (Administrative Responsibility) کو جو سرتا سر ایک بوجھ ہے، وجہ امتیاز تسلیم کر لیا جائے۔

اب یہ بالکل واضح ہے کہ اس امتیاز سے مرد کو کوئی پیدائشی امتیاز حاصل نہیں ہو جاتا، یہ محض خاندانی نظام کا ایک خاص ڈھنگ ہے جس نے یہ جگہ اسے دلادی۔ فرض کرو کہ متمدن انسانوں کا خاندانی نظام (Family System of Civilized People) اس طرح چلنے لگتا کہ انتظام معیشت کی باگ ڈور مرد کی جگہ عورت کے ہاتھ ہوتی تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں یہ امتیاز مرد کے بجائے عورت کے حصے میں آتا۔ ان تمام تصریحات سے معلوم ہوا کہ جہاں تک جنسی درجہ اور حقوق کا تعلق ہے قرآن کے نزدیک دونوں جنسیں برابر ہیں، البتہ گھریلو نظم ونسق اور معیشت کی فراہمی کا کام، نظام معاشرت (Social system) نے مردوں کے سر ڈال دیا ہے۔ اسی کو وہ ایک خاص درجہ سے تعبیر کرتا ہے۔ اصلاً یہ ایک طرح کا باہمی تقسیم عمل ہے کہ مرد کماتا ہے اور عورت خرچ کرتی ہے۔ مرد انتظام کرتا ہے اور عورت اس کو عملی جامہ پہناتی ہے۔

میاں اور بیوی کے تعلقات

شوہر اور بیوی کا ایک دوسرے کے ساتھ تعلق، قرآن کی روشنی میں:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ وَ الّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا﴾[۴۸]

”مرد عورتوں پر قوام ہیں، اس بنا پر کہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس بنا پر کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔ پس جو صالح عورتیں ہیں وہ اطاعت شعار ہوتی ہیں اور مردوں کے پیچھے اللہ کی حفاظت و نگرانی میں ان کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں۔ اور جن عورتوں سے تمھیں

۴۸۔ النسآء ۴:۳۴

سرکشی کا اندیشہ ہو انھیں سمجھاؤ، خواب گاہوں میں ان سے علیحدہ رہو اور مارو، پھر اگر وہ تمھاری مطیع ہو جائیں تو خواہ مخواہ ان پر دست درازی کے بہانے تلاش نہ کرو۔ یقین رکھو کہ اللہ اوپر موجود ہے جو بڑا اور بالاتر ہے۔''

دوسری آیت میں فرمایا:

﴿فَاِنۡ کَرِهۡتُمُوۡهُنَّ فَعَسٰۤی اَنۡ تَكۡرَهُوۡا شَيۡـئًا وَّ يَجۡعَلَ اللّٰهُ فِيۡهِ خَيۡرًا كَثِيۡرًا﴾۴۹

''اگر وہ تمھیں ناپسند ہوں تو ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمھیں پسند نہ ہو مگر اللہ نے اسی میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو۔''

ازدواجی زندگی میں شوہر کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کرتے ہوئے آپؐ نے ارشاد فرمایا:

((ان یطعمها اذا طعم وان یکسوها اذا اکتسی ولا یضرب الوجه ولا یقبح ولا یهجر الا فی البیت)) ۵۰

آپؐ نے عورت کو شوہر کی مکمل اطاعت کرنے کا حکم دیا اور یہاں تک فرمایا:

((لو کنت آمرا، احد ان یسجد لاحد، لأمرت المرأة ان تسجد لزوجها)) ۵۱

''اگر میں اللہ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔''

ام سلمہؓ سے منقول ہے وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أیما امرأة ماتت وزوجها عنها راض، دخلت الجنة)) ۵۲

''جس عورت کا اس حالت میں انتقال ہوا کہ اس کا شوہر اس سے راضی تھا، تو وہ جنت میں داخل ہو گی۔''

ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو اس کے قرآنی احکام

﴿وَ لَنۡ تَسۡتَطِيۡعُوۡۤا اَنۡ تَعۡدِلُوۡا بَيۡنَ النِّسَآءِ وَ لَوۡ حَرَصۡتُمۡ فَلَا تَمِيۡلُوۡا كُلَّ الۡمَيۡلِ فَتَذَرُوۡهَا كَالۡمُعَلَّقَةِ ؕ وَ اِنۡ تُصۡلِحُوۡا وَ تَتَّقُوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا﴾۵۳

''بیویوں کے درمیان پورا پورا عدل کرنا تمھارے بس میں نہیں ہے۔ تم چاہو بھی تو اس پر قادر نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا (قانون الٰہی کا منشا پورا کرنے کے لیے یہ کافی ہے کہ) ایک بیوی کی طرف اس طرح نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو لٹکتا چھوڑ دو۔ اگر تم اپنا طرز عمل درست رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو تو اللہ چشم پوشی کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔''

﴿وَ مِنۡ اٰيٰتِهٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَكُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ اَزۡوَاجًا لِّتَسۡكُنُوۡۤا اِلَيۡهَا وَ جَعَلَ بَيۡنَكُمۡ مَّوَدَّةً وَّ رَحۡمَةً

۴۹۔ النساء ۴:۱۹ ۵۰۔ السنن لإبن ماجة، کتاب النکاح، باب حق المرأة علی الزوج، (ح۱۸۵۰)

۵۱۔ الجامع للترمذی، أبواب الرضاع، باب ما جاء فی حق الزوج علی المرأة، (ح۱۱۰۹)

۵۲۔ الجامع للترمذی، أبواب الرضاع، باب ما جاء فی حق الزوج (ح۱۱۶۱) ۵۳۔ النساء ۴:۱۲۹

اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ ﴿۵۵﴾

''اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمھارے لیے تمھاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمھارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی۔ یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔''

مرد اور عورت کا یہ باہمی تعلق ایک معاہدے کی صورت میں قائم ہوتا ہے، اسے قرآن مجید ایک مضبوط اور مقدس معاہدے سے تعبیر کرتا ہے۔ اسی کو اصطلاح میں نکاح کہتے ہیں۔ رشتہ ازدواج میں ایک دوسرے سے جڑ جانے والے مرد و عورت کے لیے زوجین کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ میاں اور بیوی دونوں کو انسان ہونے کی حیثیت سے یکساں حقوق حاصل ہیں۔ کوئی ایک دوسرے کے مقابلے میں اوّل درجے یا دوم درجے کا شہری نہیں ہے بلکہ دونوں مکمل انسان ہیں اور دونوں کے ایک دوسرے پر یکساں حقوق ہیں۔ تاہم دونوں میں سے کسی کو ایک سربراہ بنایا جانا ضروری تھا تاکہ گھر کا نظام درست انداز میں چل سکے۔ کسی ذمہ دار، قوم یا سربراہ کے بغیر کوئی ادارہ یا شعبہ نہیں چل سکتا اور ظاہر ہے گھر تو تمام اداروں کی بنیادی اکائی اور حجرِ اساسی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ لَهُنَّ مِثۡلُ الَّذِیۡ عَلَیۡهِنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ لِلرِّجَالِ عَلَیۡهِنَّ دَرَجَةٌ ﴾۵۶

''عورتوں کے لیے بھی معروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں۔ البتہ مردوں کو ان پر ایک درجہ حاصل ہے۔''

خاندانی نظام اور اسوۂ حسنہ

اللہ تبارک و تعالیٰ نے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانوں کے لیے کامل رہنما اور مکمل نمونہ بنا کر بھیجا اور انسانوں پر ان کی رہنمائی اور اتباع کو لازم قرار دیا، قرآن کریم میں ہے:

﴿لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنۡ کَانَ یَرۡجُوا اللّٰهَ وَ الۡیَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَ ذَکَرَ اللّٰهَ کَثِیۡرًا ﴾۵۷

''بے شک تم لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ ہے، اس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ تبارک و تعالیٰ کو یاد کرے۔''

رسول کریمؐ کی لائی ہوئی تعلیم اپنے آپ میں مکمل ہے اور رسول کریمؐ کی سیرت و شخصیت بھی اپنے آپ میں مکمل ہے۔ وہ تمام انسانوں کے لیے اور رہتی دنیا تک کے لیے نمونہ زندگی اور مشعل راہ ہے۔ انسان اپنی زندگی کے مختلف شعبوں اور حالتوں کے لیے مختلف رول ماڈل اپناتا ہے۔ سیاست میں اس کا رول ماڈل کوئی اور ہوتا ہے، معیشت میں کوئی اور، مذہبی زندگی میں رول ماڈل اور ہوتا ہے اور۔ سماجی زندگی میں کوئی اور مگر رسولِ کریمؐ کی شخصیت اتنی مکمل اور ہمہ گیر ہے کہ وہ انسانی زندگی کے ہر گوشہ کے لیے رول ماڈل ہے۔ اس میں کوئی کمی نہیں اور ہر دور کے لیے ہے، اس میں کوئی تحدید نہیں۔

۵۵۔ الروم ۲۱:۳۰ ۵۶۔ البقرہ ۲۲۸:۲ ۵۷۔ الاحزاب ۲۱:۳۳

عصر حاضر کا انسان عام طور پر اپنی زندگی کو پرائیویٹ اور سماجی دو خانوں میں تقسیم کرتا ہے۔ وہ اپنی نجی زندگی کے لیے الگ طرز رکھتا ہے، اور سماجی زندگی میں کچھ اور اصولوں کا اظہار کرتا ہے۔ اگر کسی کی ظاہری زندگی کو دیکھیے تو وہ خوشنما خواب نظر آتی ہے مگر اس کی پرائیویٹ زندگی میں جھانکیے تو یہی خواب ڈراؤنا بن جاتا ہے۔ شخصیت کا یہ تضاد اس لیے ہے کہ انسان دین و دنیا کے دو الگ تصور رکھتا ہے، اور یہ تصور اس کی زندگی کو دو خانوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔ مگر رسول کریمؐ کا رول ماڈل (اسوۂ حسنہ) نجی اور سماجی دونوں زندگیوں کے لیے یکساں اہمیت کا حامل ہے۔۵۸؎

انسان کی گھریلو زندگی اس کے خاندان کے گرد گھومتی ہے اس لیے آغاز میں خاندان کی اہمیت پر غور کرنا ضروری ہے۔ انسانی معاشرت کا جائزہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ خاندان پوری انسانی زندگی کی اساس و بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ میاں بیوی، والدین، اولاد اور اہل قرابت سے تشکیل پاتا ہے اور اس کا نظام ایک اکائی کی صورت میں کام کرتا ہے۔ اس کے مثبت انداز میں سرگرم رہنے سے پورا معاشرہ راحت پاتا ہے اور اس میں کسی جانب سے بھی رخنہ اندازی آہستہ آہستہ پورے انسانی معاشرے کو متاثر کر ڈالتی ہے، اس لیے خاندان کا استحکام اور صحیح بنیاد پر اس کا استوار ہونا نہایت ضروری ہے۔ خاندان کے استحکام کا دار و مدار اس امر پر ہے کہ اس کے اجزائے ترکیبی باہم ایک دوسرے سے کس حد تک مربوط ہیں۔ خاندان کے ان اجزاء کو باہم مربوط رکھنے کے لیے اسلام نے واضح ہدایات فرمائیں اور رسول اکرمؐ نے اس سلسلے میں اپنے اسوۂ حسنہ کی صورت میں مثالی نمونہ عمل عطا فرمایا ہے، جو ہر دور میں ہر اعتبار سے قوابل عمل ہے۔ بقول جناب ڈاکٹر خالد علویؒ:

> ''آپؐ نے خاندان کو انتشار سے بچانے اور اسے استحکام بخشنے کے لیے باہمی حقوق و فرائض کا ایک سلسلہ قائم کر دیا، جس پر عمل پیرا ہو کر انفرادیت پسندی، عدم اطمینان، پریشانی اور انتشار جیسے معاشرتی امراض کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ اسلام فرد اور جماعت کے تعلق میں جس توازن و اعتدال کا علمبردار ہے اس کا تقاضا ہے کہ خاندان کی حیثیت ایک اجتماعی اکائی کے طور پر قائم رہے تاکہ اجتماعی تربیت کا ابتدائی مرکز وسیع تر اجتماعی شعور اور فلاح کے لیے مؤثر کام کرے۔ حضور اکرمؐ کے اسوۂ حسنہ میں خاندان کے جملہ عناصر ترکیبی مثلاً والدین، ازواج، اولاد، اقربا اور غلاموں کے بارے میں واضح ہدایات موجود ہیں۔''۵۹؎

سماجی زندگی کے اصول اور اسوۂ حسنہ

سماجی زندگی دوسرے انسانوں کے ساتھ سلوک، برتاؤ اور رویہ سے تشکیل پاتی ہے لوگوں سے خوشگواری اور خندہ پیشانی سے ملنا، ان کا مسکرا کر استقبال کرنا اور ان سے شیریں کلام کرنا، مہذب زندگی کی سب سے پہلی علامت ہے۔ یہ پہلا تاثر ہے جو عام لوگوں اور ساتھ رہنے والے کو گرویدہ بنا دیتا ہے۔ مسکرا کر ملنے والا مخاطب کے قلب و ذہن میں محبت کی کرن چھوڑ جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عوامی اور سماجی زندگی کا یہ خوشنما اصول ہے جسے حضور پاکؐ نے ان لفظوں میں بیان

۵۸۔ مرزا الیاس، اسوۂ رسول نجی اور سماجی زندگی میں، ماہنامہ آئین، مئی ۲۰۰۶ء، ص ۵۹

۵۹۔ ڈاکٹر خالد علوی، انسانِ کامل، ص ۵۱۵

فرمایا ہے:

کل معروف صدقة، وان من المعروف ان تلقی اخاک بوجه طلق.٦٠

''ہر نیکی صدقہ ہے اور نیکی یہ بھی ہے کہ تم اپنے بھائی سے مسکرا کر ملو۔''

عام لوگوں پر دوسرا تاثر انسان کی گفتگو اور انداز تخاطب کا ہوتا ہے، انسان اگر صاحب حیثیت ہو، دولت ومنصب اور عہدہ واقتدار کا مالک ہو تو وہ اپنی گفتگو میں اپنی حیثیت کا تاثر چھوڑ جاتا ہے، کم حیثیت کے لوگوں پر اپنی بڑائی کا رعب ضرور گانٹھتا ہے۔ مگر رسول کریمؐ کی عظمت کا عالم یہ ہے کہ امیر ہو یا غریب بڑا ہو یا چھوٹا، عقل مند ہو یا بیوقوف، شہری ہو یا دیہاتی ہر شخص کو اپنی خوش کلامی اور شیریں زبانی سے متاثر بلکہ مسحور کر لیتے ہیں۔ رسول پاکؐ نے اپنی اور اپنے اصحاب کی تربیت جس قرآنی اصول پر کی اس کے متعلق فرمایا گیا ہے:

﴿وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ﴾ ٦١

''میرے بندوں سے کہو کہ وہ بات وہ کہیں جو عمدہ اور خوبصورت ہو۔''

بات بھی خوبصورت ہو اور اندازِ بیان بھی حسین ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی میں گفتگو کا یہی انداز کارفرما نظر آتا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قریب آنے والا قریب ترین بن جاتا ہے، مخالف حمایتی بن جاتا ہے اور دشمن دوست ہو جاتا ہے۔

سماجی زندگی کا تیسرا اصول یہ ہے کہ دوسروں کے ساتھ اخلاق واکرام اور نرمی ومہربانی کا برتاؤ کرنا، ملنے والا اگر برا آدمی ہو تب بھی اس سے نفرت کا اظہار کرنے کے بجائے نرمی سے اس کے دل کے دروازے پر دستک دینی چاہیے۔

ایک مرتبہ ایک شخص رسول پاکؐ کے گھر حاضر ہوا اور اندر آنے کی اجازت مانگی۔ آپؐ نے اپنی اہلیہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا کہ یہ شخص اپنے خاندان میں اچھا نہیں ہے۔ ساتھ ہی آپؐ نے اسے اندر آنے کی اجازت دے دی۔ جب وہ آیا تو آپؐ نے نہایت نرمی اور محبت سے گفتگو کی۔ جب وہ شخص چلا گیا تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے پوچھا کہ اللہ کے رسولؐ! اس کے بارے میں آپؐ کی رائے تو اچھی نہ تھی پھر بھی آپؐ نے اس کے ساتھ حسن سلوک کیا، ایسا کیوں؟ رسول پاکؐ نے فرمایا: اے عائشہؓ، بدترین آدمی وہ ہے جس کے شر کی وجہ سے لوگ اس سے ملنا جلنا چھوڑ دیں۔٦٢

عوامی زندگی کا چوتھا اصول یہ ہے کہ جو لوگ آپؐ کے ساتھ جہالت، نادانی، سختی اور بداخلاقی سے پیش آئیں ان کے ساتھ اسی طرح کی سختی اور بداخلاقی کا معاملہ کرنے کے بجائے تحمل، خوش اخلاقی اور نرمی کا معاملہ کرنا چاہیے، سماجی زندگی کا یہ اہم مگر بڑا کٹھن اصول ہے۔ اس کی تبلیغ آسان ہے مگر تعمیل بہت مشکل کام ہے۔ ایک دیہاتی رسول پاکؐ کے پاس آتا ہے اور نہایت گستاخی کے ساتھ آپؐ کی چادر جسے آپؐ اوڑھے ہوئے ہیں، کھینچتے ہوئے کہتا ہے کہ میرے اونٹ کو غلہ اور کھانے پینے کے سامان سے بھر دیجیے، آپؐ کی گردن چادر کھینچنے سے سرخ ہو جاتی ہے اور آپؐ فرماتے ہیں کہ میری گردن چھوڑ دو۔

٦٠۔ مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب استحباب طلاقة الوجه عند اللقاء، ح ٢٦٢٦۔ الجامع للترمذی، ابواب البر والصله،باب طلاق الوجه وحسن البشر ،(ح ١٩٧٠)

٦١۔ بنی اسرائیل ١٧:٥٣

٦٢۔ السنن لأبی داؤد ، کتاب الأدب، باب فی حسن العشرة ،(ح ٤٧٩١)

پھر میں تمہارے لیے غلہ دینے کا حکم کرتا ہوں۔ دیہاتی مانگنے کے لیے آیا تھا اور طریقہ نہایت جاہلانہ بلکہ ظالمانہ اختیار کر رہا تھا۔ رسول پاکؐ کو حق تھا کہ اسے غلہ دینے کے بجائے معقول سزا دیتے تاکہ اسے مانگنے کی تمیز آجاتی مگر آپؐ نے اس کے اجڈ پن کو نظر انداز کیا اور اس کے اونٹ کو غلہ سے بھر کر اسے خوش خوش رخصت کر دیا۔[٦٣]

اجتماعی زندگی کے آداب اور لوگوں میں رہنے اور بسنے کے طریقے اگر انسان کو نہ آئیں تو وہ انسانوں کی بستی میں بھی وحشی بن کر رہ جاتا ہے۔ اور اگر وہ یہ آداب سیکھ لے تو جنگل کو بھی گلشن میں تبدیل کر سکتا ہے۔ یہی کارنامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انجام دیا ہے اور اپنی مجلسی تربیت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مسلمانوں کو اجتماعی زندگی کے آداب سکھائے ہیں۔

بسا اوقات مجلسی اور سماجی زندگی کا اخلاق نمائش بلکہ ریاکاری اور اداکاری بن جاتا ہے۔ اس اداکاری کا یہ مظاہرہ آج کے لیڈروں اور قائدین میں روز ہوتا ہے۔ یہ قائدین جب اپنے گھر میں ہوتے ہیں تو ان کا حقیقی روپ سامنے آتا ہے۔ وہ باہر کی زندگی میں جتنے مہذب ہیں گھریلو زندگی میں اتنے ہی کھردرے بن جاتے ہیں۔ مجلسوں میں جتنے باوقار ہیں خلوتوں میں اتنے ہی بے وقار ہیں۔ اپنے گھر والوں، خادموں اور ماتحتوں کے ساتھ وہ سلوک کرتے ہیں جو معیار تہذیب و شرافت سے فروتر ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ مجلسوں میں وہ دوسروں کی آنکھ سے اپنی شخصیت کو دیکھتے ہیں اور گھر میں اپنی آنکھوں سے اپنی حیثیت کو دیکھتے ہیں۔ انسان کی شخصیت کو پرکھنے کا پیمانہ یہ نہیں ہے کہ وہ اپنی نجی زندگی میں کتنا مہذب اور شریف ہے، باہر کے لوگوں کو متاثر کرنا آسان ہے گھر والوں کو متاثر کرنا مشکل ہے کیونکہ وہ اسے کھلی کتاب کی طرح دیکھتے ہیں جبکہ باہر کے لوگ صرف ظاہری روپ کو دیکھتے ہیں۔

رسول کریمؐ کی زندگی میں یہ تضاد دور دور تک نہیں ہے، کیونکہ جلوت ہو یا خلوت، مجلس ہو یا نجی زندگی دونوں جگہ وہ اپنے رب اور اپنے مالک کی نگاہ سے اپنے آپ کو دیکھتے ہیں اور دونوں جگہ ایماندارانہ اور مومنانہ زندگی گزارتے ہیں۔ یہی اسوۂ حسنہ اور رول ماڈل ہے۔ رسول پاکؐ نے فرمایا:

((خیرکم خیرکم لأھلی، وأنا خیرکم لأھلی)) [٦٤]

''تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے لیے بہتر ہو اور میں تم لوگوں میں سب سے زیادہ اپنے اہل خانہ کے لیے بہتر ہوں۔''

رسول کریمؐ کے اس فرمان کی تصدیق ان کی ازواج مطہرات بھی کرتی ہیں چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ''نبی کریمؐ نے کبھی کسی خادم کو یا کسی خاتون کو نہیں مارا۔''[٦٥]

یہ شہادت تو گھر کی ہے یعنی زوجہ محترمہ کی۔ ممکن ہے کہ اسے شوہر کی محبت میں دیا گیا بیان سمجھ لیا جائے، آیئے ذرا خادم کی رپورٹ بھی سن لیں۔

٦٣۔ السنن لأبی داؤد، کتاب الأدب، باب فی حلم واخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم، (ح٤٧٧٥)

٦٤۔ الجامع للترمذی، ابواب البر والصلہ، باب فضل ازواج النبیؐ، (ح٣٨٩٥)

٦٥۔ السنن لأبی داؤد، کتاب الأدب، کتاب الأدب، باب فی الحلم واخلاق النبیؐ، (ح٤٧٧٤)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ آپؐ کی خدمت میں دس سال تک رہے۔ خادم پر ہاتھ اٹھانا تو دور کی بات ہے وہ کہتے ہیں کہ کبھی رسول پاکؐ نے مجھے اف تک نہیں کہا۔ کوئی کام کیا تو یہ نہیں کہا کہ ایسا کیوں کیا؟ میں نے دس سال آپؐ کی خدمت کی اور آپؐ جیسا حسن اخلاق کا مالک کسی کو نہیں دیکھا۔٦٦؎

خاندان کے مقاصد

انفرادی طور پر اور معاشرتی طور پر ایک خاندان سے اسلام کیا چاہتا ہے؟ خاندان ایک معاشرہ کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ قرآن وسنت کے لحاظ سے خاندان کے کردار کو ہم یوں بیان کرسکتے ہیں۔

1۔ نسل انسانی کی بقاء

نسل انسانی کی بقاء کی ذمہ داری اسلام نے انسان پر عائد کی ہے۔ اپنے اپنے کردار ادا کرنے کے لیے مرد، عورت اور بچے تمام اس ضمن میں اہم کردار کے حامل ہیں۔

﴿يَـٰٓأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا﴾٦٧؎

''اے بنی نوع انسان اپنے رب کی طرف سے دی گئی ذمہ داری کو یاد رکھو۔ جس نے پیدا کیا اور جوڑے جوڑے بنائے''

2۔ عصمت کا تحفظ

جنسی لحاظ سے مرد اور عورت کا ایک دوسرے کی طرف مائل ہونا فطری عمل ہے۔ اسلام ناجائز تعلقات کا سخت مخالف ہے۔ شادی کے ذریعے سے آپ انہی تعلقات کو جائز طور پر بھی نبھا سکتے ہیں اور اس کے ذریعے سے زندگی میں توازن بھی قائم رکھا جاسکتا ہے۔

3۔ صلہ رحمی

شادی کا ایک اور مقصد یہ بھی ہے کہ کسی کے ساتھ ذہنی، جذباتی اور روحانی لحاظ سے ایک رشتہ قائم کرنا۔ خاندانی تعلقات اور میاں اور بیوی کے تعلقات ایک خاص نوعیت کے ہوتے ہیں جو کہ محبت اور پیار پر مبنی ہوتے ہیں۔

4۔ اخلاقی اقدار کی ترویج

اسلام مرد وعورت کو شادی کے ذریعے سے اپنی جسمانی ضروریات کو پورا کرنے پر زور دیتا ہے تاکہ مرد اور عورت کے درمیان اس تعلق کی بناء پر اُن کی زندگیوں میں توازن قائم رہ سکے۔ اور آپس میں محبت اور دوستی کا رشتہ قائم ہو سکے اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کو فروغ مل سکے۔

5۔ سماجی اور معاشی تحفظ

اسلام انسانوں کے سماجی اور معاشرتی تحفظ فراہم کرنے کی بات کرتا ہے۔ اسلام اپنے غریب عزیز رشتہ داروں کی مدد پر زور دیتا ہے۔ یوں خاندانی نظام سے بہت سے لوگوں کو معاشی تحفظ بھی حاصل ہو جاتا ہے اور سماجی تحفظ بھی۔

٦٦۔ السنن لأبی داؤد، کتاب الأدب، باب فی الحلم واخلاق النبیؐ، (ح٤٧٧٣) ٦٧۔ النسآء ٤: ١

6- معاشرتی اقدار اور خاندان کا ارتقاء

شادی کے ذریعے سے مختلف خاندانوں اور قبیلوں کے درمیان آپس میں تعلقات استوار ہوتے ہیں۔ کیونکہ (دو خاندانوں یا قبیلوں) کے درمیان ہونے والی شادی آپس میں دوستی کو فروغ دیتی ہے۔

7- جذبہ ایثار وقربانی کو پروان چڑھانا

یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ شادی ذمہ داری کا احساس پیدا کرتی ہے۔ اور زندگی کو مزید بہتر بنانے کے لیے کوشش کرنے کا حوصلہ دیتی ہے۔ اس سے انسان کے اندر اپنے بیوی، بچوں، والدین اور دوسرے لوگوں کے لیے ایثار و قربانی کا جذبہ بھی پروان چڑھتا ہے۔